صلو علیہ و آلہٖ

مجموعۂ نعت

حفیظ تائب

القمر انٹرپرائزز غزنی سٹریٹ اُردو بازار ○ لاہور

خوبصورت، معیاری کتابیں

القمر انٹرپرائزز

اہتمام: محمد سعید اللہ صدیقی

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

ایڈیشن: مئی 2004ء

مطبع: عرفان افضل پرنٹرز ○ لاہور

ہدیہ: 120 روپے

انتساب

مادرِ مہربان و خلد مقام
رحمتِ ایزدی ہو تجھ پہ مدام
آہ کے ساتھ اب تو آتا ہے
میرے افسردہ لب پہ تیرا نام

تیرے اندازِ تربیت سے مجھے
شغفِ مدحتِ حضورؐ ملا
تیرے فیضانِ چشم ہی کے طفیل
میری قندیلِ فن کو نور ملا

تُو نے بخشا مجھے وہ سوز و گداز
جو مرا اعتبارِ فن ٹھہرا
جس نے گلہائے نطق مہکائے
فکر پیرایۂ چمن ٹھہرا

یہ مری زندگی کا سرمایہ
صورتِ مدحتِ رسولِؐ انام
کر رہا ہوں بہ صد خلوص و نیاز
اسے منسوب تیری روح کے نام

جسم کا ربط و ضبط فانی ہے
رشتۂ روح جاودانی ہے

فہرست

— تجزیہ (ڈاکٹر سید عبداللہ)
— مقدمہ (ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں)

— حمد ، ۱۹
— دعا ، ۲۱
— آیۂ نور ، ۲۵
— التماسِ کرم بہ حضورِ تاجدارِ حرم ، ۲۹
— خوش خصال و خوش خیال و خوش خبر، خیر البشر ، ۳۲
— پائی نہ تیرے لطف کی حد سیدالوریٰ ، ۳۵
— بادِ رحمت سنک سنک جائے ، ۳۷
— دے تبسم کی خیرات ماحول کو ہم کو درکار ہے روشنی یانبیؐ ، ۳۸
— اے روحِ تخلیق ! اے شاہِ لولاک ، ۴۰
— رہی عمر بھر جو انیسِ جاں وہ بس آرزوئے نبیؐ رہی ، ۴۲
— تج کے بے روح مشاغل اے دل ، ۴۳
— خوشبو ہے دو عالم میں تری اے گلِ چیدہ ، ۴۵
— جلوۂ فطرت ، چشمۂ رحمت ، سیرتِ اطہر ، ماشاء اللہ ، ۴۷
— ہر منفعتِ دنیا سے ہوئے ہم مستغنی اللہ غنی ، ۴۸
— نعتِ حضرتؐ مری پہچان ہے سبحان اللہ ، ۴۹
— کھلا بابِ حرم الحمد للہ ، ۵۱
— نورِ نبیؐ ہے نظارہ گستر اللہ اکبر ، ۵۲
— اے سرورِ دیں نور ہے یکسر تری سیرت ، ۵۴
— دلوں کی تہہ میں پوشیدہ محبت دیکھنے والا ، ۵۶
— روح میں نقش چھوڑتی صورت ، ۵۸
— منارِ رشد و ہدایت ، سحابِ رحمت وجود ، ۶۰
— یوں ذہن میں جمالِ رسالت سما گیا ، ۶۲
— ظہورِ سرورِ کون و مکاں ، ظہورِ حیات ، ۶۴
— ماورائے حدِ ادراک رسولِ اکرمؐ ، ۶۵
— نامِ رسولؐ سے ہے نمودِ کمالِ فن ، ۶۷
— انبیا میں عدیم النظیر آپؐ ہیں ، ۶۹
— خلق کیوں اُس کی نہ گرویدہ ہو ، ۷۱
— عالم افروز ہیں کس درجہ حرا کے جلوے ، ۷۳

— نشاطِ روح خیالِ محمدؐ عربی ، ۷۳
— غنی ہے شاعرِ نادار اے شہِؐ ابرار ، ۷۶
— کہاں زبانِ سخنور ، کہاں ثنائے حبیبؐ ، ۷۸
— نبیؐ کو مظہرِ شانِ خدا کہیے ، بجا کہیے ، ۷۹
— دل بھی کیا ہے بس اِک طلب کے سوا ، ۸۱
— زیست کے عنواں اشاراتِ رسولِؐ ہاشمی ، ۸۲
— وقفِ ذکرِ شہِؐ حجاز رہوں ، ۸۴
— ہجومِ رنگ ہے میری ملول آنکھوں میں ، ۸۵
— خواب ہی میں رُخِ پُرنور دکھاتے جاتے ، ۸۶
— رونقِ عالمِ رنگ و بو آپؐ ہیں ، ۸۷
— جس سے ہے بحرِ جاں میں انوار کا تلاطم ، ۸۸
— روح میں کیفِ ثنا پاتا ہوں ، ۸۹
— رسولِؐ عالمیاں ، ذاتِ لم یزل کا حبیبؐ ، ۹۲
— لب پہ نبیؐ کا اسمِ مبارک رواں ہُوا ، ۹۴
— مہرِ فلک سی ہے چہرۂ گلگوں حضورؐ کا ، ۹۵
— اترے ملک زمینِ حرم پر ترے حضور ، ۹۶
— کیا مجھ سے ادا ہوں ترے حق ہادیٔ برحق ، ۹۸
— جاں آبروئے دیں پہ فدا ہو تو بات ہے ، ۱۰۰
— زیست کی روح رواں ہے مرے خواجہؐ کی نظر ، ۱۰۱
— کھلا گئی ہے بہرسو نبیؐ کی طبعِ نفیس ، ۱۰۲
— کب ہوگی شبِ ہجراں کی سحر اے سرورِؐ عالم صلِ علیٰ ، ۱۰۳
— تیرا دربار ہے عالی آقاؐ ، ۱۰۴
— آفاق رہینِ نظرِ احمدِؐ مختار ، ۱۰۶
— شوق و نیاز و عجز کے سانچے میں ڈھل کے آ ، ۱۰۸
— صبحِ سعادت ، ۱۰۹
— عیدِ میلاد النبیؐ ، ۱۱۲
— پھر اُٹھا ہاتھ بہرِ دعا یا نبیؐ ، ۱۱۴
— معراجِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ، ۱۲۰
— شبِ اسرا ، ۱۲۲
— غزوۂ بدر ، ۱۲۵
— آرزوئے حضوری ، ۱۲۷
— گنبدِ خضرا کے سائے میں ، ۱۳۲
— قدموں میں شہنشاہِؐ دو عالم کے پڑا ہوں ، ۱۳۵
— بارگاہِ نبوی میں جو پذیرائی ہو ، ۱۳۶

تجزیہ

ڈاکٹر سیّد عبداللہ
صدر دائرہ معارفِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

صلوا علیہ و آلہٖ

نعت کا فن ہمیشہ ہی سرسبز رہا، ثناخوانانِ جمال و کمالِ نبیؐ سدا اسدا شمع رُوئے جہاں تابِ رسولؐ سے عقیدت کے دیئے جلاتے رہے۔ یہ مضمون سدابہار ہے، اس پر خزاں نہیں آتی، اسے صرصرِ ایّام افسردہ نہیں کر سکتی۔ یہ وہ گُل ہے جو ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔

لیکن اب اس دَور میں کہ دلوں کی کھیتیاں جلد جلد خشک اور ویران ہو جاتی ہیں، سیرابی و شادابی کی ضرورت بھی بڑھتی جاتی ہے اور جتنی جتنی یہ ضرورت بڑھتی جاتی ہے اتنی اتنی نعت ــــ یعنی مدحِ رسولؐ کا جذبہ بھی بڑھتا جاتا ہے۔ کہنا یہ ہے کہ نعت کا گلشن آج کل خوب پھل پھول رہا ہے۔

اسی گلشن کا ایک بلبلِ خوش نوا حفیظ تائبؔ ہے، جس کی نعت، اب اپنے زمانے پر اپنا نقش قائم کر چکی ہے۔ لہٰذا تعریف و تعارف کی کوئی سعی، اُس کے کمالِ فن کی تنقیص کے برابر ہو گی۔

یہ تو ظاہر ہے کہ ہر صنف کی طرح، نعت میں بھی ہر شاعر یا نعت گو کی ایک انفرادی آواز ہوتی ہے، جو اُسے دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔ حفیظ تائبؔ کی

نعت کی بھی ایک انفرادی آواز ہے، جو عصر کے دوسرے نعت گوؤں سے اُسے ممتاز کرتی ہے۔

یہ آواز ہے — وفورِ شوق و عقیدت — وہ لہجہ جو ادب و لحاظ کا پاسدار ہے۔ حفیظ تائب کی نعت کو پڑھ کر کچھ یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسا وصّاف ہے، جو حضورؐ کے روبرو کھڑا ہے، اس کی نگاہیں جھکی ہوئی ہیں اور اس کی آواز احترام کی وجہ سے دھیمی ہے، مگر نہ ایسی کہ سنائی ہی نہ دے اور نہ ایسی اونچی کہ سُوادب کا گمان گزرے۔ شوق ہے کہ اُمڈا آتا ہے اور ادب ہے کہ سمٹا جا رہا ہے۔

حفیظ تائب کی ہر نعت میں یہ کیفیت موجود رہتی ہے، مگر اس کی نعت صرف آواز اور لہجہ ہی نہیں، اس میں حرفِ مطلب بھی ہے، یعنی وصفِ حسن بھی ہے، مگر غزل کا سا نہیں؛ اظہارِ شوق بھی ہے مگر گیت کا سا نہیں؛ توصیف بھی ہے، مگر قصیدے کے مانند نہیں؛ اس میں التجا و تمنّا بھی ہے مگر گدایانہ نہیں۔ اس میں طلب و تقاضا بھی ہے مگر زر و مال اور متاعِ قلیلِ دنیا کا نہیں، انسانیت کے لیے چارہ جوئی کا حفیظ تائب اپنی نعت کا تجزیہ یوں کرتے ہیں:

مدحِ نبیؐ وہ چشمۂ نور و حضور ہے
جس سے ہیں تابناک مرے خدّوخالِ فن
شیرازۂ حیات ہے وابستۂ حضورؐ
پروردۂ نگاہِ کرم اعتدالِ فن

حفیظ تائب حضورؐ کے حضور میں جب پیش ہوتے ہیں تو آج کے انسان اور آج کے مسلمان کی حاجتیں لے کر جاتے ہیں۔ وہ آج کے انسان اور آج کے مسلمان کی زبان میں آج کے تصوّرات کے حوالے سے، بات کرتے ہیں۔ مثلاً

شہِ دیں کے فکر و نگاہ سے مٹے نسل و رنگ کے تفرقے
نہ رہا تفاخرِ منصبی نہ رعونتِ نسبی رہی

حفیظ تائب ایک اُمتی کی حیثیت سے اُمت کی مشکلات پیش کرتے ہیں:

اپنی اُمت کے برہنہ سر پہ رکھ شفقت کا ہاتھ
پونچھ دے انسانیت کی چشمِ تر خیر البشرؐ

موجودہ معاشرے کے اخلاقی زوال کی طرف متوجہ کرکے حضورؐ سے چارہ گری چاہتے ہیں۔

اخلاق کا یہ کساد مولاؐ
انصاف کا یہ زوال آقاؐ
جاری ہے زیست کی رگوں میں
زہرِ زر و سیم و مال آقاؐ
دیکھا تھا نہ چشمِ آدمی نے
اخلاص کا ایسا کال آقاؐ
اُمت کو عروج پھر عطا ہو   غم سے ہے بہت نڈھال آقاؐ

اتباعِ شریعت کے دعوے تو ہیں   روح شیدائے تقلیدِ افرنگ ہے
روح ویران ہے، آنکھ حیران ہے، ایک بحران تھا، ایک بحران ہے
گلشنوں، شہروں، قریوں پہ ہے پرفشاں ایک گمبھیر افسردگی یا نبیؐ

ان سب باتوں کے باوجود حفیظ تائب نے اپنی نعت کو مادی اغراض کے شوائب سے پاک رکھنے کی کوشش کی ہے ـــــ اور اس روش سے بچے ہیں جو

مادیت نواز شاعروں کے یہاں آج کل عام ہے، کہ نعت جیسے پاک وصاف اور منزّہ و مصفّا مضمون کو بھی مادّی نظریات و تصوّرات کی تبلیغ کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ ایسی نعتیں در اصل، حضورؐ سے محبّت سے زیادہ اپنے نظریے سے محبّت کا اظہار کرتی ہیں۔

حفیظ تائب کی عقیدت، بے لوث، بے غرض ہر مادی مدّعا سے پاک ہے، ایک سادہ انسان کے اس عشق سے مشابہت رکھتی ہے جو محبّت برائے محبّت کرتا ہو اور اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ اسے کچھ مانگنا بھی ہے۔

حفیظ تائب کی نعتیں، ہر دوسرے نعت گو سے الگ پہچانی جاتی ہیں۔ خلوص، ادب، دم بخود احترام، آنکھ میں نم، دل میں شوق اور شوق میں دبا ہُوا غم۔

اسی لیے زبان و بیان میں کمال درجے کی شستگی اور شائستگی، سکون و سکوت اور برجستگی کے باوجود متانت جو لازمۂ ادب ہے۔ آرائش کا یہ رنگ اور زیبائش کا یہ ڈھنگ صلّوا علیہ و آلہٖ میں ہر جگہ جلوہ افزا ہے۔

المامن" اُردو نگر
ملتان روڈ، لاہور

سیّد عبد اللہ

مقدّمہ

ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں

ایم-اے - ایل ایل-بی - پی ایچ-ڈی - ڈی لٹ

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عقیدت کس مسلمان کو نہیں ؟ بلکہ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ اس محبت کے بغیر ایک مسلمان بھی نہیں سکتا ۔ اور غالباً ایسا کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ انبیاء علیہم السلام میں سے صرف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو یہ شرف حاصل ہے کہ اُس کا ہر فرد (موجودہ نسلوں میں بھی) حضورؐ کے لیے اپنی جان بھی قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انبیائے سابقین (علیہم السلام) کو بھی اپنا بُھائی" کہا ہے اور ہم جیسے سیاہ کار اُمتیوں کو بھی "بھائی قرار دیا ہے ۔ ایک حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ "حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کو یہ تمنا ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے ۔ اصحابؓ نے عرض کیا : یا رسول اللہؐ ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ۔ فرمایا کہ تم تو میرے اصحاب ہو اور ہمارے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی نہیں آئے ..."

یہی وجہ ہے کہ یہ اخوت اور محبت آج بھی مسلمانوں کے دلوں میں جاگزیں ہے اور اس کے مظاہرے مختلف طریقوں سے ہوتے رہتے ہیں ۔ نعت بھی اظہارِ محبت و عقیدت کا ایک ذریعہ ہے جس کی ابتداء قرآن سے ہوئی اور پھر صحابۂ کرامؓ میں حضرت کعب بن زہیرؓ اور حضرت حسّان بن ثابتؓ سے لے کر آج تک بے شمار مسلمانوں نے اسے اپنے لیے ذریعۂ مغفرت سمجھا ۔ موجودہ دَور میں حضرت حفیظ تائبؔ بھی اُن خوش نصیب نعت گو شعراء میں امتیازی شان رکھتے ہیں جو شاعری ہی اس لیے کرتے ہیں کہ ؎

وقفِ ذکرِ شۂِ حجاز رہوں

اور ——

قبر میری بحقِ ختمِ رُسلؐ	ہو فراخ و معنبر و پُر نور
سائبانِ کرم ہو سر پہ مرے	سرِ میدانِ حشر یومِ نشور
آخرت کے سبھی مراحل میں	میرے نزدیک تر ہوں میرے حضورؐ

حضرت تائب کی پختہ کاری اور قادر الکلامی کا اندازہ اس مجموعۂ کلام کی حمد ہی سے ہو جاتا ہے جہاں وہ فرماتے ہیں :-

کس کا نظام راہ نما ہے افق افق
کس کا دوام گونج رہا ہے اُفق اُفق

شانِ جلال کس کی عیاں ہے جبل جبل
رنگِ جمال کس کا جما ہے اُفق اُفق

کس کے لیے نجوم بکف ہے روش روش
بابِ شہود کس کا کھلا ہے اُفق اُفق

کس کے لیے سرودِ صبا ہے چمن چمن
کس کے لیے نمودِ ضیا ہے اُفق اُفق

وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم کے فراق میں جس بے قراری اور بے تابی کا اظہار کرتے ہیں، اہلِ دل حضرات ہی ان اشعار سے اندازہ کر سکتے ہیں :-

جی رہا ہوں میں اس دیار سے دور
چارہ جُو جیسے چارہ کار سے دور

آبجو کی طرح ہوں سرگرداں
نکل آیا ہوں کوہسار سے دور

اک بگولا ہوں دشتِ غربت میں
قریۂ راحت و قرار سے دور

وہم ہوں، خواب ہوں، خیال ہوں میں
بے حقیقت ہوں کوئے یار سے دور

کب ہوگی شبِ ہجراں کی سحر اے سرورِ عالم صلّ علیٰ
کب ہوگی دعا لبریزِ اثر اے سرورِ عالم صلّ علیٰ
سب اذنِ حضوری مانگتے ہیں، کیا نالۂ شب، کیا آہِ سحر
کیا سوزِ جگر، کیا دامنِ تر اے سرورِ عالم صلّ علیٰ

تصورات کے صحرا میں وہ حرم اُبھرا
کھلے گلاب مری دھول دھول آنکھوں میں

غمِ حیات، غمِ عاقبت، غمِ فرقت
ہُوا ہے کتنے غموں کا شمول آنکھوں میں

لیکن اس بے قراری اور بے تابی کو جب "رنگِ قبول" حاصل ہوتا ہے تو حضرت تائب اپنی قسمت پر اس طرح نازاں ہوتے ہیں :-

قدموں میں شہنشاہِ دوعالم کے پڑا ہوں
میں ذرّۂ ناچیز ہوں یا بختِ رسا ہوں

اب کونسی نعمت کی طلب حق سے کروں میں
دہلیز پہ سلطانِ مدینہ کی کھڑا ہوں
اے کاش ذرا دیر یہیں وقت ٹھہر جائے
میں پیشِ رسولِ عربی نعت سرا ہوں

قلب کی راحت، آنکھوں کا سرور اور روح کی بالیدگی سب کچھ اُن کے کرم کی محتاج ہے۔ حضرت تائبؔ بالکل صحیح فرماتے ہیں:۔

ہو کرم تو نکل ہی آتی ہے — حاضری کے شرف کی بھی صورت
جاں کریں اُن کی آبرو پہ نثار — زندہ رہنے کی ہے یہی صورت
جا بسیں اُن کے شہر میں تائبؔ — یہ سکوں کی ہے آخری صورت

اس والہانہ عقیدت اور محبت کے باوجود حضرت تائبؔ نے نعت میں مبالغے سے احتراز کیا ہے اور اپنے اکثر مضامین قرآن پاک سے لیے ہیں۔ مثلاً:۔

نہ جھپکی آنکھ جس کی روبروئے جلوۂ باری
سرِ قوسین ذاتِ ربِّ عزت دیکھنے والا (النجم ۱۷)

خُلقِ عظیم و اُسوۂ کامل حضورؐ کا!
آدابِ زیست سارے جہاں کو سکھا گیا (القلم ۴، الاحزاب ۲۱)

یہ حریصٌ علیکم کی تفسیر ہے — مفلسوں بیکسوں کے نصیر آپ ہیں (التوبہ ۱۲۸)

نبیؐ کے ہر سخن میں ہے جھلک وحیِ الٰہی کی
حدیثِ مصطفیٰؐ پر مرحبا کیسے بجا کہیے (النجم ۳-۴)

اس عابدِ حرا کی ترتیل و خامشی پر
قرباں ہیں سب ترنم، صدقے ہیں سب تکلم (المزمل ۳-۴)

اے رحمتِ عالمؐ تری یادوں کی بدولت
کس درجہ سکوں میں ہے مرا قلبِ تپیدہ (الانبیا ۱۰۷)

معنوی محاسن کے علاوہ حضرت تائب کے یہاں ذخیرۂ الفاظ بھی وسیع ہے اور الفاظ کی بندش میں دلکشی بھی بہت ہے۔ مثلاً وہ ایک نعت میں کہتے ہیں :-

خوش خصال و خوش خیال و خوش خبر خیر البشرؐ　　خوش نژاد و خوش نہاد و خوش نظر خیر البشرؐ
دل نواز و دل پذیر و دل نشین و دل کشا　　چارہ ساز و چارہ کار و چارہ گر خیر البشرؐ
حُسنِ فطرت، حُسنِ موجودات، حُسنِ کائنات　　نورِ ایقاں، نورِ جاں، نورِ بصر خیر البشرؐ
سر بسر مہر و مروّت، سر بسر صدق و صفا　　سر بسر لطف و عنایت سر بسر خیر البشرؐ

الفاظ کی فراوانی کے علاوہ عمدہ عمدہ ردیفوں کی فراوانی بھی ہے۔ مثلاً اس قسم کی ردیفیں بہت ہیں :-

سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، صلِ علیٰ، سیّد الوریٰ، ماشاء اللہ، اللہ غنی وغیرہ۔ پھر ترکیبات اور تشبیہات و استعارات بھی بکثرت ہیں اور بعض مقامات پر علّامہ اقبال کا پرتو نظر آتا ہے۔ مثلاً :-

اے روحِ تخلیق اے شاہؐ لولاک　　ہو جائے پُر نور کشکولِ ادراک
انوار تیرے، آثار تیرے　　از دامنِ خاک تا اوجِ افلاک
عالم ہے تجھ سے گلشن بداماں　　عالم میں تھا کیا جُز خار و خاشاک

ظہورِ سرورؐ کون و مکاں ظہورِ حیات　　اُنھی کے فکر کی خیرات ہے شعورِ حیات

زبیست کے عنواں اشاراتِ رسولِؐ ہاشمی　　عصر در آغوش لمحاتِ رسولِؐ ہاشمی

رسولِؐ عالمیاں ذاتِ لم یزل کا حبیبؐ　　وہ جس کا لطف بہر رنگ ہے دلوں کے قریب
نبیؐ کی سیرتِ عالم فروز کا پرتو　　فروغِ حسنِ تمدن، بجلیٔ تہذیب

بہرحال حضرت حفیظ تائب کسی کی داد اور تعریف کے محتاج نہیں۔ اُن کے لیے نعت گوئی ہی سرمایۂ افتخار ہے جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں :-

مدحتِ سرکار ہے سرمایۂ صد افتخار　　کاسۂ فن میں ہے خیراتِ رسولِؐ ہاشمی

اللہ پاک اس "خیرات" کو اُن کے لیے دونوں جہانوں میں سرمایۂ خیر بنائے — آمین

زبانم قابلِ حمدِ خدا شد
کہ بانامِ محمدؐ آشنا شد

(بیدلؔ)

حمد

کس کا نظام راہ نما ہے افق افق
کس کا دوام گونج رہا ہے افق افق

شانِ جلال کس کی عیاں ہے جبل جبل
رنگِ جمال کس کا جما ہے افق افق

کس کے لیے نجوم بکف ہے روش روش
بابِ شہود کس کا کھُلا ہے افق افق

کس کے لیے سرودِ صبا ہے چمن چمن
کس کے لیے نمودِ ضیا ہے افق افق

مکتوم کس کی موجِ کرم ہے صدف صدف
مرقوم کس کا حرفِ وفا ہے افق افق

کس کی طلب میں اہلِ محبت ہیں داغ داغ
کس کی ادا سے حشر بپا ہے افق افق

سوزاں ہے کس کی یاد میں تائبؔ نفس نفس
فرقت میں کس کی شعلہ نوا ہے افق افق

دعا

یارب اِثنا میں کعبؓ کی دلکش ادا ملے
فتنوں کی دوپہر میں سکوں کی ردا ملے

حسّانؓ کا شکوہِ بیاں مجھ کو ہو عطا
تائیدِ جبرئیلؑ بوقتِ ثنا ملے

بوصیریؒ عظیم کا ہوں میں بھی مقتدی
بیماریٔ اَلم سے مجھے بھی شفا ملے

جامیؒ کا جذب ، لہجۂ قدسیؒ نصیب ہو
سعدیؒ کا صدقہ شعر کو اذنِ بقا ملے

دل بستگی ملے مجھے لطفؔ و امیرؔ کی
کافیؔ کے علم و عشق سے رشتہ مرا ملے

آئے قضا شہیدیؒ خوش بخت کی طرح
دُوری میں بھی حضوریٔ احمد رضاؒ ملے

مجھ کو عطا ہو زورِ بیانِ ظفرؒ علی
محسنؒ کی ندرتوں سے مرا سلسلہ ملے

حالیؒ کے درد سے ہو مرا فکر استوار
ادراکِ خاص حضرتِ اقبالؒ کا ملے

جو مدحتِ نبیؐ میں رہا بامراد و شاد
اُس کاروانِ شوق سے تائبؔ بھی جا ملے

کیا فکر کی جولانی ، کیا عرضِ ہنرمندی
توصیفِ پیمبر ہے توفیقِ خداوندی

(حافظ محمد افضل فقیر)

آیۂ نور

جب کیا میں نے قصدِ نعتِ حضورؐ ہوئے یکجا شعور و تحتِ شعور
روحِ ممدوح دستگیر ہوئی شاملِ جاں تھا لطفِ ربِّ غفور
ورنہ میں اور محامدِ احمدؐ جس کی خاطر ہوا یہ نور و ظہور
خود خدا جس کا ہے ستائش گر رحمتِ عالمیں ہے جو مذکور
وہ کہ ہے مظہرِ دعائے خلیلؑ ذکر جس کا ہے جا بجا مسطور
دی بشارت مسیحؑ نے جس کی لے کے آیا جو آخری منشور
ذات جس کی مبشّر و مُنذِر جس کا دیں ہے مظفّر و منصور
وہ کہ ہے عادل و عزیز و امیں وہ کہ ہے شاہد و شفیع و شکور
مقتدی جس کے ہیں نبی سارے کلمہ گو ہیں جس کے وحش و طیور
نطق جس کا حیات کا دستور زندگی جس کی ہے منارۂ نور

حُسن سے جس کے کائنات حسیں — خُلق سے جس کے خَلق ہے مسحور
جس کے فقرِ غیور کے آگے — منفعل فرِّ قیصر و فغفور
ڈھال جس کی محافظِ اخیار — تیغ جس کی عدوئے اہلِ شرور
جس کے قدموں میں زندگی کی بہار — جس کے دم سے ہے رنگ و بُو کا وفور
وہ کہ ہے سوز و سازِ نبضِ حیات — وہ کہ ہے غایتِ سنین و شہور
وہ کہ ہے دولتِ دلِ مفلس — وہ کہ ہے زورِ بازوئے مزدور
اُس کی خدمت میں کچھ برنگِ غزل — بہ امیدِ قبول و قرب و حضور

جی رہا ہوں میں اُس دیار سے دُور — چارہ جُو جیسے چارہ کار سے دور
ہوں سراپائے حسرتِ دیدار — آج میں شہرِ شہریار سے دور
آبجو کی طرح ہوں سرگرداں — نکل آیا ہوں کوہسار سے دور
اِک بگولا ہوں دشتِ غربت میں — قریۂ راحت و قرار سے دور
اِک گلِ حیرت و ملال ہوں میں — مسکرایا ہوں شاخسار سے دور
وہم ہوں، خواب ہوں، خیال ہوں میں — بے حقیقت ہوں کوئے یار سے دور

لب پہ آیا ہُوا سوال ہوں میں — محفلِ یار رازدار سے دور
تیر کھایا ہُوا غزال ہوں میں — غمگسارانِ جانثار سے دور
گم ہوں یادِ حبیبؐ میں تائب — فکرِ فردا کے خلفشار سے دور

پھر ہوا سازِ مدح زمزمہ سنج — پھر ہوئی روح کیف سے معمور
مٹ گئے فاصلے دل وجاں کے — نہ رہا فرقِ ظاہر و مستور
زہے الطافِ سیدِ ابرار — مطمئن ہو گیا دلِ رنجور
زہے اکرامِ رحمتِ عالم — محترم ہو گئے جو تھے مقہور
امیٔ نکتہ داں کی حکمت سے — حل ہوئے سب مسائلِ جمہور
آیۂ نور چہرۂ روشن — کیوں نہ تابندہ ہو شبِ دیجور
دافعِ رنج و یاس و کرب و الم — قاطعِ کفر و شرک و فسق و فجور
محور و منتہائے فکر و نظر — چارہ فرمائے خاطرِ مہجور
راحت و اعتبارِ دیدۂ تر — عظمت و اختیارِ ہر مجبور

اُس کے اوصاف کا احاطہ کروں　　یہ کہاں تاب، یہ کہاں مقدور
چارہ جُز اعترافِ عجز نہیں　　ذہن قاصر، شعور ہے معذور
صلۂ مدحِ مصطفٰے اچھا ہوں　　یہ نہیں میری طبع کو منظور
کیا یہ اعزاز کم ہے میرے لیے　　نعتِ خیرالورٰی پہ ہوں مامور
میرا ہر سانس ہے سپاس گزار　　اے خداوندِ فکر و فہم و شعور
بہ تقاضائے دیدۂ بے تاب　　کچھ نہ کچھ مانگنا ہے مجھ کو ضرور
سوچتا ہوں کہ تجھ سے کیا مانگوں　　اے خدائے کریم و ربِّ غفور
میرا دامانِ آرزو محدود　　اور تیرا کرم ہے لامحصور
ہاں خطا سے مری ہو صرفِ نظر　　سعیٔ ناقص ہو مقبل و مشکور
حرزِ جاں ہو مجھے ثنائے رسولؐ　　رگ و پے میں ہو کیف و جذب و سرور
لب رہیں ترجمانِ صدق و صفا　　دل ہو کذب و مبالغہ سے نفور
قبر میری بحقِّ ختمِ رسلؐ　　ہو فراخ و معنبر و پُر نور
سائبانِ کرم ہو سر پہ مرے　　سرِ میدانِ حشر یومِ نشور
آخرت کے سبھی مراحل میں
میرے نزدیک تم ہوں میرے حضورؐ

التماسِ کرم بہ حضورِ تاجدارِ حرم

اے مظہرِ لایزال آقا سر تا بہ قدم جمال آقا
وحشی ہے صرصرِ حوادث گرتا ہوں مجھے سنبھال آقا
دل دستِ فشار میں ہے ایسے جیسے کوئی پرِ غزال آقا
رسمیں ہیں تمام جاہلانہ قدریں ہیں پائمال آقا
اِک وصف ہے انتہا پسندی اِک عیب ہے اعتدال آقا
دیکھا تھا نہ چشمِ آدمی نے اخلاص کا ایسا کال آقا
اخلاق کا یہ کسادِ مولا انصاف کا یہ زوال آقا
جاری ہے زیست کی رگوں میں زہرِ زر و سیم و مال آقا
آتی ہے نظر سکوں کی مظہر صورت کوئی خال خال آقا

جائیں تو کدھر کہ چار جانب — فتنوں کے بچھے ہیں جال آقا
اعصاب جواب دے چلے ہیں — ہر شکل ہے اک سوال آقا
بے صرفہ گزرتے جا رہے ہیں — روز و شب و ماہ سال آقا
حالات سبھی ہیں بدلے بدلے — ہر سانس ہُوا وبال آقا
بے برگ ہوں بے وقار ہوں میں — بے ہمسر و بے مثال آقا
میں غیر کے ہاتھ دیکھتا ہوں — اے سر تا پا نوال آقا
ہر سمت سے حسرتوں نے گھیرا — ہوں آج شکستہ بال آقا
ہو تیرے کرم سے مجھ کو شکوہ — میری یہ کہاں مجال آقا
گھبرا کے مصائب و فتن سے — کی جرأتِ عرضِ حال آقا
سینے کی جراحتوں کا تجھ بن — ممکن نہیں اندمال آقا
دم گھٹنے لگا ہے تیرگی میں — پھر جادۂ جاں اُجال آقا
دریوزہ گرِ کرم رہا ہے — فردا ہو کہ میرا حال آقا
شاہا مرے جاں نواز شاہا — آقا مرے خوش سگال آقا
تو تیغ ہے جابروں کے حق میں — تو ہر بیکس کی ڈھال آقا

لرزاں تری عظمتوں کے آگے   ذرّوں کی طرح جبال آقا
بحر و بر و دشت پر ابھی تک   طاری ہے ترا جلال آقا
دیتا ہے سکوں دل و نظر کو   ہر آن ترا خیال آقا

اُمّت کو عروج پھر عطا ہو
غم سے ہے بہت نڈھال آقا

○

خوش خصال و خوش خیال و خوش خبر، خیر البشرؐ
خوش نژاد و خوش نہاد و خوش نظر، خیر البشرؐ

دل نواز و دلپذیر و دل نشین و دلکشا
چارہ ساز و چارہ کار و چارہ گر خیر البشرؐ

حسنِ فطرت، حسنِ موجودات، حسنِ کائنات
نورِ ایقاں، نورِ جاں، نورِ بصر، خیر البشرؐ

سر بسر مہر و مروّت، سر بسر صدق و صفا
سر بسر لطف و عنایت، سر بسر خیر البشرؐ

اعتدالِ دین و دنیا، اتصالِ جسم و جاں
اندمالِ زخمِ ہر قلب و جگر، خیر البشرؐ

آفتابِ اوجِ خوبی، ماہتابِ برتری
آب و تابِ چہرۂ شام و سحر خیرالبشرؐ

ساحلِ بحرِ تمنّا، حاصلِ کشتِ وفا
حاملِ قرآن و شمشیر و سپر خیرالبشرؐ

صاحبِ خلقِ عظیم و صاحبِ لطفِ عمیم
صاحبِ حق، صاحبِ شقّ القمر خیرالبشرؐ

کارزارِ دہر میں وجہِ ظفر، وجہِ سکوں
عرصۂ محشر میں وجہِ درگزر خیرالبشرؐ

حدِ فاصل خیر و شر کے درمیاں ذاتِ نبیؐ
شاہراہِ زندگی میں معتبر خیرالبشرؐ

آدمی کے اوّلیں دردآشنا شاہِ ہدٰیؐ
آگہی کے آخریں پیغامبر خیرالبشرؐ

خیرِ ہر ذی روح کی خیر الورٰیؐ، خیر الانامؐ
خیرِ ہر انسان کی خیر البشرؐ، خیر البشرؐ

اپنی اُمّت کے برہنہ سر پہ رکھ شفقت کا ہاتھ
پونچھ دے انسانیت کی چشمِ تر خیر البشرؐ

رُونما کب ہوگا راہِ زیست پر منزل کا چاند
ختم کب ہوگا اندھیروں کا سفر خیر البشرؐ

کب ملے گا ملّتِ بیضا کو پھر اوجِ کمال
کب شبِ حالات کی ہوگی سحر خیر البشرؐ

خدمتِ اقدس میں یہ نذرِ عقیدت ہو قبول
کیا سخن ور اور کیا عرضِ ہنر خیر البشرؐ

در پہ پہنچے کس طرح وہ بے نوا بے بال و پر
اِک نظر تائبؔ کے حالِ زار پر خیر البشرؐ

○

پائی نہ تیرے لطف کی حد سیّد الوریٰ
تجھ پر فدا مرے اب و جد سیّد الوریٰ

تیری ثنا ورائے نگاہ و خیال ہے
فخرِ رسل، حبیبِ صمد، سیّد الوریٰ

تو مہرِ لازوال سرِ مطلعِ ازل
تو طاقِ جاں میں شمعِ ابد سیّد الوریٰ

عرفان و علم، فہم و ذکا تیرے خانہ زاد
اے جانِ عشق، روحِ خرد، سیّد الوریٰ

تو اک اٹل ثبوت خدا کے وجود کا
تو ہر دلیلِ کفر کا رد، سیّد الوریٰ

اہلِ جہاں کو ایسی نظر ہی نہیں ملی
دیکھے جو تیرا سایۂ قد سیّدالوریٰؐ

گزرے جو اس طرف سے وہ گردیدہ ہو ترا
یوں عنبریں ہو میری لحد سیّدالوریٰؐ

درکارِ مرگ و زیست کے ہر موڑ پر مجھے
تیری پناہ، تیری مدد، سیّدالوریٰؐ

تائبؔ کی یہ دعا ہے کہ اُس کی بیاضِ نعت
بن جائے مغفرت کی سند سیّدالوریٰؐ

بادِ رحمت سنک سنک جائے　　وادیٔ جاں مہک مہک جائے
جب چھڑے بات نطقِ حضرتؐ کی　　غنچۂ فن چٹک چٹک جائے
ماہِ طیبہ کا جب خیال آئے　　شبِ ہجراں چمک چمک جائے
جب سمائے نظر میں وہ پیکر　　ذہن میرا دمک دمک جائے
فیضِ چشمِ حضورؐ کیا کہنا　　ساغرِ دل چھلک چھلک جائے
نامِ پاک اُن کا ہو لبوں سے ادا　　شہد گویا ٹپک ٹپک جائے
ارضِ دل سے اُٹھے نوائے درود　　گونج اس کی فلک فلک جائے
رہ نما گر نہ ہو وہ سیرتِ پاک　　ہر مسافر بھٹک بھٹک جائے
چشمِ سرکارؐ گر نہ ہو نگراں　　نسلِ آدم بہک بہک جائے
کون وہ فرد ہے کہ جس کے لیے　　دلِ فطرت دھڑک دھڑک جائے

مطلعِ کائنات پر تائبؔ
نور کس کا جھلک جھلک جائے

○

دے تبسّم کی خیرات۔ ماحول کو ہم کو درکار ہے روشنی یا نبیؐ
ایک شیریں جھلک، ایک نوریں ڈلک، تلخ و تاریک ہے زندگی یا نبیؐ

اے نویدِ مسیحا تری قوم کا حال عیسیٰؑ کی بھیڑوں سے ابتر ہُوا
اس کے کمزور اور بے ہنر ہاتھ سے چھین لی چرخ نے برتری یا نبیؐ

کام ہم نے رکھا صرف اذکار سے تیری تعلیم اپنائی اغیار نے
حشر میں منہ دکھائیں گے کیسے تجھے ہم سے ناکردہ کار اُمّتی یا نبیؐ

دشمنِ جاں ہُوا میرا اپنا لہو میرے اندر عدو میرے باہر عدو
ماجرائے تحیّر ہے پُرسیدنی، صورتِ حال ہے دیدنی یا نبیؐ

روح ویران ہے آنکھ حیران ہے، ایک بحران تھا، ایک بحران ہے،
گلشنوں، شہروں، قریوں پہ ہے پرفشاں ایک گمبھیر افسردگی یا نبیؐ

سچ مرے دور میں جرم ہے، عیب ہے جھوٹ فنِ عظیم آج لاریب ہے
ایک اعزاز ہے جہل و بے رہ روی، ایک آزار ہے آگہی یا نبیؐ

راز داں اس جہاں میں بناؤں کسے، روح کے زخم جاکر دکھاؤں کسے
غیر کے سامنے کیوں تماشا بنوں، کیوں کروں دوستوں کو دُکھی یا نبیؐ

زیست کے تپتے صحرا پہ شاہِ عربؐ، تیرے اکرام کا ابر برسے گا کب
کب ہری ہو گی شاخِ تمنّا مری، کب مٹے گی مری تشنگی یا نبیؐ

یا نبیؐ اب تو آشوبِ حالات نے تیری یادوں کے چہرے بھی دھندلا دیئے
دیکھ لے تیرے تابشؔ کی نغمہ گری، بنتی جاتی ہے نوحہ گری یا نبیؐ

---

(۱)

اے روحِ تخلیق! اے شاہِ لولاک!
ہو جائے پُر نور کشکولِ ادراک

انوار تیرے، آثار تیرے
از دامنِ خاک تا اوجِ افلاک

تیرے سوالی، تیرے طلبگار
کیا قلبِ محزوں، کیا چشمِ نمناک

عالم ہے تجھ سے گلشن بداماں،
عالم میں تھا کیا جُز خار و خاشاک

تیری نظر سے ہر دم رہے شاد
آباد، آزاد، یہ خطۂ پاک

شاہا! بہا کر مجھ کو نہ لے جائے
یہ سیلِ الحاد، یہ موجِ بے باک

تو جس کو چاہے جیسے نوازے
دنیا و دیں ہیں سب تیری املاک

○

رہی عمر بھر جو انیسِ جاں وہ بس آرزوئے نبیؐ رہی
کبھی اشک بن کے رواں ہوئی کبھی درد بن کے دبی رہی

شہِؐ دیں کے فکر و نگاہ سے مٹے نسل و رنگ کے تفرقے
نہ رہا تفاخرِ منصبی، نہ رعونتِ نسبی رہی

سرِ دشتِ زیست برس گیا، جو سحابِ رحمتِ مصطفٰیؐ
نہ خرد کی بے ثمری رہی، نہ جنوں کی تشنہ لبی رہی

تھی ہزار تیرگیٔ فتن، نہ بھٹک سکا مرا فکر و فن
مری کائناتِ خیال پہ نظرِ شہِؐ عربی رہی

وہ صفا کا مہرِ منیر ہے طلب اُس کی نورِ ضمیر ہے
یہی روزگارِ فقیر ہے، یہی التجائے شبی رہی

وہی ساعتیں تھیں سُرور کی، وہی دن تھے حاصلِ زندگی
بحضورِ شافعِ اُمتاںؐ مری جن دنوں طلبی رہی

○

تج کے بے روح مشاغل اے دل
چھیڑ حضرتؐ کے شمائل اے دل
مگر اتنا تجھے احساس رہے
سخت مشکل ہے یہ منزل اے دل
نارسا فکرِ سخنور ہے یہاں
وہ تو ہیں خَلق کا حاصل اے دل
بے شمار اُن کی عنایات اے جاں
بے کراں اُن کے فضائل اے دل
نہ کوئی اُن کا محاسن میں شریک
نہ کوئی اُن کا مماثل اے دل
نامِ پاک اُن کا ہے طغرائے نجات
اُن پہ قرآں ہُوا نازل اے دل

وہی پیغام برِ فطرت ہیں
کائنات اُن کی ہے قائل اے دل

پیروی اُن کی جو لازم ٹھہرے
حل ہوں انساں کے مسائل اے دل

اُن کا آئینِ محبّت ہو عام
نہ رہے کوئی بھی مشکل اے دل

ضبطِ جذبات یہاں لازم ہے
اُن کا دربار ہے اے دل اے دل

کرمِ سرورِ دیں چارۂ غم
یہ تلاطم ہے وہ ساحل اے دل

تیری کوتاہی و غفلت کے سوا
ہے کوئی راہ میں حائل اے دل

کسبِ نور آپ سے تو بھی کر لے
اور ہو جا مہِ کامل اے دل

○

خوشبو ہے دو عالم میں تری اے گُلِ چیدہ
کس منہ سے بیاں ہوں ترے اوصافِ حمیدہ

سیرت ہے تری جوہرِ آئینۂ تہذیب
روشن ترے جلووں سے جہانِ دل و دیدہ

تو روحِ زمن، رنگِ چمن، ابرِ بہاراں
تو حسنِ سخن، شانِ ادب، جانِ قصیدہ

تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں
دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ

مضمر تری تقلید میں عالم کی بھلائی
میرا یہی ایماں ہے، یہی میرا عقیدہ

اے ہادیٔ برحق تری ہر بات ہے سچی
دیدہ سے بھی بڑھ کر ہے ترے لب سے شنیدہ

اے رحمتِ عالم تری یادوں کی بدولت
کس درجہ سکوں میں ہے مرا قلبِ تپیدہ

ہے طالبِ الطاف مرا حالِ پریشاں
محتاجِ عنایت ہے مرا رنگِ پریدہ

خیرات مجھے اپنی محبّت کی عطا کر
آیا ہوں ترے در پہ بہ دامانِ دریدہ

یوں دُور ہوں تائب میں حریمِ نبوی سے
صحرا میں ہو جس طرح کوئی شاخِ بریدہ

○

جلوۂ فطرت، چشمۂ رحمت، سیرتِ اطہر ماشاءاللہ
حسنِ مکمل، فیضِ مسلسل، خیرِ سراسر ماشاءاللہ

سب نے سُنا اعلانِ رسالت، تقویٰ ہے معیارِ فضیلت
یکساں ٹھہرے ابیض و اسود، اصغر و احمر ماشاءاللہ

صورتِ فاتح غالب ہو کر، داخلِ مکہ جب ہُوئے سرورؐ
ناقے پہ آئے سر کو جھکائے حمد لبوں پہ ماشاءاللہ

شانِ قناعت کا ہے شاہد، خندق کا ہر ایک مجاہد
ضربِ نبیؐ نے فتح و ظفر کے کھول دیئے در ماشاءاللہ

مونس و ہمدم ذکرِ خدا ہے، معرفتِ حق سرمایا ہے
شوق ہے مرکب، صبر رِدا ہے، شانِ پیمبرؐ ماشاءاللہ

ہر منفعتِ دنیا سے ہوئے ہم مستغنی اللہ غنی
اللہ غنی ، اکرامِ شہِ مکی مدنی ، اللہ غنی

سرمایۂ جاں ، نورِ یزداں ، وہ جس کی ذات پہ ہے نازاں
گل پیرہنی ، نوریں بدنی ، شیریں سخنی ، اللہ غنی

اس پیکرِ خُلقِ عظیم کو تھی ملحوظ انساں کی بہبودی
منظور نہ تھی اعدا کی بھی خاطر شکنی ، اللہ غنی

اس قامتِ رعنا کو دیکھا ، جب ہر گلشن میں جلوہ نما
بولا بہ زبانِ حال ہر اک سروِ چمنی ، اللہ غنی

کام آیا نالۂ نیم شبی ، تائبؔ ٹھہرا مدّاحِ نبیؐ
کیا خوب اس بے تدبیر کی بھی تقدیر بنی ، اللہ غنی

○

نعتِ حضرتؐ مری پہچان ہے سبحان اللہ
یہی دنیا، یہی ایمان ہے سبحان اللہ

جس سے پہلے کسی تخلیق کا عنواں بھی نہ تھا
وہ مرے شعر کا عنوان ہے سبحان اللہ

میں گنہگار و خطاکار مگر اُس کی یاد
مہرباں مجھ پہ بہر آن ہے سبحان اللہ

جس پہ مرکوز ہیں سب نکتہ وروں کی نظریں
ایک اُمّی کا دبستان ہے سبحان اللہ

جو بنو سعد کے ریوڑ کا محافظ تھا کبھی
وہ دو عالم کا نگہبان ہے سبحان اللہ

جو چٹائی پہ جھکائے ہوئے سر بیٹھا ہے
دین و دنیا کا وہ سلطان ہے سبحان اللہ

یاد ہے بات مجھے حضرتِ صدیقہؓ کی
آپ کا خُلق بھی قرآن ہے سبحان اللہ

○

کھلا بابِ حرم الحمدللہ کرم ہے دمبدم الحمدللہ
پیامِ راحتِ دارین لائے نگہبانِ امم الحمدللہ
بیاضِ صبحِ رحمت نے مٹایا سوادِ شامِ غم الحمدللہ
نسیمِ خیر سے مہکے ممالک عرب سے تا عجم الحمدللہ
جہاں کی گلشن آرائی کا پھر سے ہوا ساماں بہم الحمدللہ
قدومِ سروِ دیں سے بیاباں ہوئے رشکِ ارم الحمدللہ
نبیؐ نے ضربِ لاالٰہ سے توڑے جہالت کے صنم الحمدللہ
کیا تسلیم اُن کو زندگی میں دل و جاں سے حکم الحمدللہ
بہ فیضِ شاہِ دیں اُونچے ہیں تائبؔ
عزائم کے علم الحمدللہ!

○

نورِ نبیؐ ہے نظّارہ گستر اللہ اکبر
گلشن بہ گلشن، منظر بہ منظر اللہ اکبر

گفتار شیریں، افکار زرّیں، کردار نوریں
اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر

پیشِ نبیؐ ہیں پاسِ ادب سے، اصحاب خاموش
ہے دولتِ دید ہر شے سے بڑھ کر اللہ اکبر

نوری و ناری، آبی و خاکی زیرِ کرم ہیں
مہتاب سائل، خورشید چاکر اللہ اکبر

زیرِ قدومِ سرورؐ کارِ دالا، عرشِ معلا
تا قابَ قوسین اوجِ پیمبرؐ اللہ اکبر

حق لامکاں میں اُس کی ثنا کا تا حدِ طلبگار
تھا اُدْنُ مِنّیِ فرمانِ داور اللہ اکبر

—

○

اے سرورِ دیں نور ہے یکسر تری سیرت
افکار کو کرتی ہے منوّر تری سیرت

یا خیر کا معمورۂ پُر نور و معنبر
یا حسن کا موّاج سمندر تری سیرت

زیبائیٔ افکار کا مصدر ترے انوار
رعنائیٔ کردار کا جوہر تری سیرت

رنگیں چمنستانِ حیات اس کی ضیا سے
نوریں صفتِ چشمۂ خاور تری سیرت

ہر بندۂ نادار کی قوّت، تری رحمت
ہر رہروِ درماندہ کی رہبر تری سیرت

آتی ہے نظر پیکرِ جاں میں تری تنویر
ہر نقش کو کرتی ہے اجاگر تری سیرت

ہر رہ پہ مرا ہاتھ لیے ہاتھ میں اپنے
چلتی ہے مرے ساتھ برابر تری سیرت

شعر اُس کے نہ کیوں ہوں نظر افروز و دل آویز
نائب کے خیالوں کا ہے محور تری سیرت

○

دلوں کی تہہ میں پوشیدہ محبّت دیکھنے والا
وہ محبوبِ خدا جذبوں کی وسعت دیکھنے والا

وہی ہے سننے والا اَن کہے الفاظ چاہت کے
وہی ہے اَن لکھے حرفِ ارادت دیکھنے والا

ہُوا ہے کون، بجز مولائے سلمانؓ و بلالؓ اب تک
بجائے حسنِ صورت، نورِ سیرت دیکھنے والا

مکان و لامکاں کی شوکتیں زیرِ قدم اُس کے
وہ موجود و عدم کی ہر ولایت دیکھنے والا

نہ جھپکی آنکھ جس کی روبروئے جلوۂ باری
سرِ قوسین ذاتِ ربِّ عزّت دیکھنے والا

شبستانِ حرا کیونکر نہ بنتا مرکزِ عرفاں
کہ ہے پہلے پہل نورِ نبوّت دیکھنے والا

رسولؐ اللہ کی الفت سے ہر دل میں اُجالا ہے
زمانے میں ہے یہ رنگِ عقیدت دیکھنے والا

—

○

روح میں نقش چھوڑتی صورت
وہ پیمبرؐ کی ہاشمی صورت

پیکرِ مصطفیٰؐ سے زیباتر
متصوّر نہیں کوئی صورت

سربسر حسن ، سربسر تنویر
آپ کی سیرت آپ کی صورت

ہو کرم تو نکل ہی آتی ہے
حاضری کے شرف کی بھی صورت

جاں کریں اُن کی آبرو پہ نثار
زندہ رہنے کی ہے یہی صورت

جا بسیں اُن کے شہر میں تائبؔ
یہ سکوں کی ہے آخری صورت

○

منارِ رشد و ہدایت، سحابِ رحمت و جود
مرے رسولؐ کا اسوہ، مرے نبیؐ کا وجود

طلوعِ مہرِ رسالت وداعِ ظلمتِ شب
مرے رسولؐ کی بعثت ہے صبحِ نو کی نمود

مرے حضورؐ کے در پر لگی ہے سب کی نگاہ
مرے نبیؐ سے ہے وابستہ خَلق کی بہبود

نبیؐ کے دم سے روانی ہے نبضِ دوراں میں
نبیؐ کے عزم سے ہے پاش پاش سحرِ جمود

نبیؐ نے ضربتِ خُلقِ عظیم سے توڑے
کدورتوں کے طلسمات، رنگتوں کے قیود

خدائے پاک کے ممدوح اور مدح سرا
مرے نبیؐ ہیں بیک وقت حامد و محمودؐ

مرے نبیؐ کی ضرورت ہے ہر جگہ، ہر دم
ہو عرصہ گاہِ قیامت، عدم ہو یا موجود

مرے نبیؐ کی ریاست میں ہیں سبھی تائب
یہ بحر و بر، یہ خلا و ملا، یہ چرخِ کبود

⊙

یوں ذہن میں جمالِ رسالت سما گیا
میرا جہانِ فکر و نظر جگمگا گیا

خُلقِ عظیم و اسوۂ کامل حضورؐ کا
آدابِ زیست سارے جہاں کو سکھا گیا

اس کے قدم سے پھُوٹ پڑا چشمۂ بہار
وہ دشتِ زندگی کو گلستاں بنا گیا

انوارِ حق سے جس نے بھرا دامنِ حیات
جو نکہتِ وفا سے زمانے بسا گیا

رہ جائے گا بھرم مرے حرفِ نیاز کا
اس بارگاہِ ناز میں گر بار پا گیا

کتنا بڑا کرم ہے کہ تائبؔ سا بے ہُنر
توصیفِ مصطفیٰؐ کے لیے چن لیا گیا

—

○

ظہورِ سرورِ کون و مکاں، ظہورِ حیات
انہی کے فکر کی خیرات ہے شعورِ حیات

وہ جن کی شان سے ارض و سما کی آرائش
وہ جن کے دم سے فروزاں ہے نزد و دُورِ حیات

انہی کے حسن کا پرتو ہے عالمِ امکاں
انہی کے جلووں کا عکسِ جمیل نورِ حیات

انہی کی راہ سے ملتی ہے منزلِ عرفاں
انہی کی چاہ سے وابستہ ہے سرورِ حیات

جمال اُن کا ہے تابِ فروغِ دیدہ وراں
مقال اُن کا سکوں بخشِ ناصبورِ حیات

○

ماورائے حدِ ادراک رسولِ اکرمؐ
غایتِ کُن، شہِ لولاک، رسولِ اکرمؐ

تیری رحمت کی بدولت، تری نسبت کے طفیل
خاک ہے رو کشِ افلاک رسولِ اکرمؐ

ستمِ دہر میں ہے حرفِ تسلّی تیرا
مرہمِ سینۂ صد چاک رسولِ اکرمؐ

زیست کے دَرد و الم کی کوئی وقعت ہی نہیں
آخرت ہو جو طرب ناک رسولِ اکرمؐ

زہرِ عصیاں کا اثر ہوتا ہے جس سے زائل
یاد تیری ہے وہ تریاک رسولِ اکرم

تیرا جلوہ ہے، ترا دیں ہے، ترا اُسوہ ہے
طلبِ دیدۂ نمناک، رسولِ اکرم

سارے عالم میں تری دھوم حبیبِ داور
ساری خلقت پہ تری دھاک رسولِ اکرم

حشر میں بھی ترے پرچم کے تلے ہو تا ئب
اس پہ بھی ہو نگہِ پاک رسولِ اکرم

—

⊙

نامِ رسولؐ سے ہے نمودِ کمالِ فن
اس نقش نے نکھار دیا ہے جمالِ فن

مدحِ نبیؐ وہ چشمۂ نور و حضور ہے
جس سے ہیں تابناک مرے خدّ و خالِ فن

دربارِ مصطفےٰ کی تمنا لیے ہوئے
دشتِ حجاز میں ہے خراماں غزالِ فن

شیرازۂ حیات ہے وابستۂ حضورؐ
پروردۂ نگاہِ کرم اعتدالِ فن

محبوبِؐ کبریا کا سراپا رقم کرے
کب فکر کو یہ تاب کہاں یہ مجالِ فن

وہ رہروانِ زیست نہ پھر تشنہ لب رہے
بخشا رسولِؐ پاک نے جن کو زلالِ فن

○

انبیا میں عدیم النظیر آپ ہیں
زیست پیکر ہے اس کا ضمیر آپ ہیں

سرورِ کائنات آپ کی ذات ہے
بے نیازِ سپاہ و سریر آپ ہیں

آپ ہیں خیر و برکت کی بادِ خنک
جود و رحمت کا ابرِ مطیر آپ ہیں

روشنی جس کی مدھم نہ ہوگی کبھی
وہ ہدایت کا مہرِ منیر آپ ہیں

یہ حریصٌ علیکم کی تفسیر ہے
مفلسوں، بیکسوں کے نصیر آپ ہیں

میں کسی بھیڑ میں بھی اکیلا نہیں
ہر قدم پر مرے دستگیر آپ ہیں

یہ عنایت بھی تائبؔ کوئی کم نہیں
اِس دُکھی روح کے ہم صفیر آپ ہیں

○

خلقِ کیوں اُس کی نہ گرویدہ ہو
وہ جو خالق کا پسندیدہ ہو

ہو گیا نطق پھر آمادۂ نعت
اب تو شاد اے دلِ غم دیدہ ہو

اُس پہ ہوتی ہے عنایت کیا کیا
اُمّتی گر کوئی رنجیدہ ہو

شانۂ حکمتِ شہؐ سلجھائے
کاکلِ زیست جو ژولیدہ ہو

آرزو ہے کہ نہالِ افکار
فیضِ سرکارؐ سے بالیدہ ہو

غمِ دوراں اُسے کیا یاد آئے
یادِ خواجہؐ میں جو غلطیدہ ہو

دیکھیے کب میں چلوں سُوئے حجاز
سرخرو کب طلبِ دیدہ ہو

تائبؔ آسودۂ رحمت ہے وہ فرد
خاکِ طیبہ میں جو خوابیدہ ہو

○

عالم افروز ہیں کس درجہ حرا کے جلوے
جن کے پرتو سے اُٹھے ارض و سما کے جلوے

چہرۂ زیست کی ضو حسنِ پیمبرؐ کی جھلک
چشمِ ہستی کی ضیا بدرِ دجیٰ کے جلوے

والضحیٰ روئے منوّر ہے تو واللّیل ہے زلف
اُن کے فیضان سے ہیں صبح و مسا کے جلوے

شبِ معراج، رسولانِ سلف کے ہمراہ
دیکھے ہے سیّدِؐ لولاک لما کے جلوے

لطف ہی لطف ہے اُس رحمتِ عالم کی نظر
خیر ہی خیر ہیں شاہِؐ دوسرا کے جلوے

مجھ سیہ کار کو دیتے ہیں شفاعت کی نوید
شاہِؐ ابرار کی خوش رنگ عبا کے جلوے

○

نشاطِ روح خیالِ محمّدِ عربی
بہارِ زیست جمالِ محمّدِ عربی

جنھیں بنا کے مصوّر بھی آپ ہے مسرور
وہ نقش ہیں خد و خالِ محمّدِ عربی

دیارِ فکر و نظر جس سے جگمگاتے ہیں
وہ ہے ضیائے خصالِ محمّدِ عربی

زہے قناعت و فقرِ رسولِؐ عالمیاں
خوشا عروج و کمالِ محمّدِ عربی

خدا کی عزت و عظمت کا شاہدِ صادق
جہاں میں جاہ و جلالِ محمّدِ عربی

برس کے مشرق و مغرب کو کر گیا سیراب
سحابِ جود و نوالِ محمّدِ عربی

خوشا نصیب کہ بحرِ حیات میں تائبؔ
ملا سفینۂ آلِ محمّدِ عربی

غنی ہے شاعرِ نادار اے شہِؐ ابرار
عجیب شے ہے ترا پیار اے شہِؐ ابرار

اُٹھا کے آنکھ نہ دیکھے زر و گہر کی طرف
تری نظر کا طلب گار اے شہِؐ ابرار

زمانہ بدلے، بدل جائیں سب کی سب اقدار
رہے گا تو مرا معیار اے شہِؐ ابرار

سرِ نیاز مرا خم رہے گا تیرے حضور
تمام دہر کے مختار اے شہِؐ ابرار

کرم کرم کہ نہیں ہے ترے کرم کے سوا
جہاں میں کوئی بھی غمخوار اے شہِ ابرار

مدد مدد کہ کمر ٹوٹنے کو ہے میری
غمِ جہاں کا ہے وہ بار اے شہِ ابرار

ملے اماں کہ شب و روز بڑھتی جاتی ہے
سپاہِ کرب کی یلغار اے شہِ ابرار

کہاں زبانِ سخن ور، کہاں ثنائے حبیبؐ
امیدوارِ عنایت ہے نغمہ زائے حبیبؐ
یہ کائنات ہے لطفِ نبیؐ کی آئنہ دار
رہِ حیات میں تاباں ہیں نقشِ پائے حبیبؐ
شریکِ خستہ دلاں دردمندیِ حضرتؐ
محیطِ کون و مکاں دامنِ عطائے حبیبؐ
خدائے پاک کو مطلوب اتباعِ نبیؐ
خدائے پاک کو محبوب ہر ادائے حبیبؐ
مری لحد کو معنبر کرے گی یادِ رسولؐ
اُجال دے گا اسے جلوۂ لقائے حبیبؐ
نہ جانے کب ہو زیارت کی آرزو پوری
نہ جانے کونسی منزل میں ہے دلائے حبیبؐ

نبیؐ کو مظہرِ شانِ خدا کہیے، بجا کہیے
شہِ عالمؐ، امامِ انبیا کہیے، بجا کہیے

نبیؐ کے ہر سخن میں ہے جھلک وحیِ الٰہی کی
حدیثِ مصطفیٰؐ پر مرحبا کہیے، بجا کہیے

دو عالم جن کے جلوؤں کی ضیا پاشی سے روشن ہیں
اُنھیں شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ کہیے، بجا کہیے

ہوئی تکمیل جن کی ذات پر ہر خیر و برکت کی
اُنھیں خیر البشرؐ، خیر الوریٰ کہیے، بجا کہیے

لقب ہیں رحمۃ للعالمیں، ختم الرسل جن کے
اُنھیں لطفِ خدا کی انتہا کہیے، بجا کہیے

غریبوں کی جو ثروت ہیں، ضعیفوں کی جو قوت ہیں
اُنھیں عالم کے ہر دُکھ کی دوا کہیے، بجا کہیے

مری تسکیں، مری بخشش، مری توقیر کے ضامن
محمدؐ ہیں محمدؐ بر ملا کہیے، بجا کہیے

سرِ تسلیم خم کیجے نبیؐ کے حکم پر تائب
نبیؐ کے نام پر صلِّ علیٰ کہیے، بجا کہیے

○

دل بھی کیا ہے بس اِک طلب کے سوا
آرزوئے حبیبِؐ رب کے سوا

آنکھ کیا ڈھونڈتی ہے صدیوں سے
جلوۂ رُوئے منتخب کے سوا

افقِ لامکاں پہ جو چمکا
کون تھا وہ مہِ عرب کے سوا

باریابی کا مصطفٰےؐ کے حضور
کچھ ذریعہ نہیں ادب کے سوا

—

(۵)

زیست کے عنواں اشاراتِ رسولِ ہاشمی
عصر در آغوش لمحاتِ رسولِ ہاشمی

ایک معیارِ مجلّا خاک سے افلاک تک،
اعتبارِ آب و گِل ذاتِ رسولِ ہاشمی

جانِ عدل و خیر اُن کی سیرتِ عالم فراز
نفیِ ظلم و جبر اثباتِ رسولِ ہاشمی

لامکاں سے ہیں بہت آگے مقاماتِ نبیؐ
کس نے دیکھے ہیں نہایاتِ رسولِ ہاشمی

جس کی رحمت نے مٹایا امتیازِ ما و تو
حبّذا شانِ مساواتِ رسولِ ہاشمی

دیکھتا ہوں طبع میں اُن کی نوازشہائے خاص
روح میں پاتا ہوں آیاتِ رسولِ ہاشمی

مدحتِ سرکار ہے سرمایۂ صد افتخار
کاسۂ فن میں ہے خیراتِ رسولِ ہاشمی

آپ نے بدلے دلوں کے ساتھ جذبوں کے مزاج
اللہ اللہ انقلاباتِ رسولِ ہاشمی

—

○

وقفِ ذکرِ شہِؐ حجاز رہوں
ایک ہی لَے میں نَے نواز رہوں
کام عشقِ رسولؐ کرنا ہے
اِسی دُھن میں سخن طراز رہوں
نعتِ خیرؐ الانام کہتے ہوئے
داد و تحسیں سے بے نیاز رہوں
لذّتِ ذکر سے رہوں سرشار
تپشِ فکر سے گداز رہوں
درِ اقدس کی چاکری چاہوں
یوں طلبگارِ برگ و ساز رہوں
سر جھکا ہو درِ پیمبرؐ پر
تائبؔ اس طرح سرفراز رہوں

ہجومِ رنگ ہے میری ملول آنکھوں میں
بسا ہے جب سے ریاضِ رسولؐ آنکھوں میں
تصوّرات کے صحرا میں وہ حرم ابھرا
کھِلے گلاب مری دھول دھول آنکھوں میں
فضائے فکر و نظر دھل کے ہوگئی اُجلی
ہُوا وہ رحمتِ حق کا نزول آنکھوں میں
کہیں جو حد سے بڑھا میرا جنسِ محرومی
امڈ پڑا وہیں ابرِ قبول آنکھوں میں
غمِ حیات، غمِ عاقبت، غمِ فرقت
ہُوا ہے کتنے غموں کا شمول آنکھوں میں
ہری کرے گا وہی شاخِ آرزو تابؔش
کھِلائے جس نے عقیدت کے پھول آنکھوں میں

○

خواب ہی میں رُخِ پُر نور دکھاتے جاتے
تیرگی میرے مقدّر کی مٹاتے جاتے

ڈال کر ایک نظر روح کی پہنائی میں
اس خرابے کو سمن زار بناتے جاتے

غار کو چشمۂ انوار بنانے والے
افقِ دل سے بھی مہتاب اُگاتے جاتے

کاش طیبہ میں سکونت کا شرف مل جاتا
دیکھتے روضۂ سرکار کو آتے جاتے

اُس خنک شہر کو جاتی ہوئی اے نرم ہوا
ساتھ لے جا مرے جذبات بھی جاتے جاتے

○

رونقِ عالمِ رنگ و بو آپؐ ہیں
جلوہ پیرائے ہر کاخ و کُو آپؐ ہیں
موج در موج فیضان ہے آپؐ کا
ساحلِ قلزمِ آرزو آپؐ ہیں
آپ ہیں محور و منتہائے نظر
آپ ہیں حاصلِ گفتگو آپؐ ہیں
منزلِ زیست ہیں آپ کے نقشِ پا
جس طرف جائیے روبرو آپؐ ہیں
آپ ہیں حوصلہ مجھ گراں بار کا
مجھ زیاں کار کی آبرو آپؐ ہیں
جن کی سیرت ہے تابِ حیات آفریں
وہ خوش اطوار و فرخندہ خو آپؐ ہیں

○

جس سے ہے بحرِ جاں میں انوار کا تلاطم
محبوبِؐ کبریا کا وہ زیرِ لب تبسّم
اُس عابدِ حرا کی ترتیل و خامشی پر
قرباں ہیں سب ترنّم، صدقے ہیں سب تکلّم
تھے محوِ استراحت، اِسرا کی رات حضرتؐ
جبرؑیل کہہ رہے تھے کتنے ادب سے قُم قُم
اُڑنے کو پر جو کھولے، رہوارِ مصطفٰےؐ نے
حیرت میں تھے فرشتے اور کائنات گُم سُم
ہم بے لیاقتوں کا سارا بھرم ہے تُم سے
ہم بے بضاعتوں کا ایک آسرا ہو بس تُم
اُترا حریمِ دل میں تائب وہ ماہِ طیبہ
پھر ہو گئے فروزاں نوکِ مژہ پہ انجم

روح میں کیفِ ثنا پاتا ہوں
لطفِ شاہِؐ دوسرا پاتا ہوں

ہادیٔ کون و مکاں آتے ہیں
وجد میں ارض و سما پاتا ہوں

والیٔ کشورِ جاں آتے ہیں
سرِ تسلیم جھکا پاتا ہوں

محرمِ لفظ و بیاں آتے ہیں
درِ اسرار کھلا پاتا ہوں

ہمدمِ خستہ دلاں آتے ہیں
خود کو ہر غم سے رہا پاتا ہوں

اُن کے اکرام ہیں بے حد و حساب
دہر ممنونِ عطا پاتا ہوں

مرضِ جسم ہو یا رُوح کا روگ
ذکر سے اُن کے شفا پاتا ہوں

خوش عمل گو نہیں خوش بخت ہوں میں
اُن کے دامن کی ہوا پاتا ہوں

یادِ سرکارِ دو عالم کے طفیل
تلخیوں میں بھی مزا پاتا ہوں

تیرہ و تار گزرگاہوں میں
اُن کی ہمّت سے ضیا پاتا ہوں

ان کے احکام بجا لانے میں
سارے عالم کا بھلا پاتا ہوں

ہو کے گم ان کی وِلا میں تائبؔ
چشمۂ آبِ بقا پاتا ہوں

—

○

رسولِ عالمیاں، ذاتِ لم یزل کا حبیب
وہ جس کا لطف بہ ہر رنگ ہے دلوں کے قریب

وہ جس کی چشمِ کرم سب کے حال پر یکساں
فقیر ہو کہ شہنشہ، امیر ہو کہ غریب

رُکے نہ راہِ وفا میں نبیؐ کے دیوانے
اگرچہ نصب ہر اک موڑ پہ تھیں دار و صلیب

نبیؐ کی سیرتِ عالم فروز کا پرتو
فروغِ حُسنِ تمدّن، تجلّیِ تہذیب

نظامِ دہر کہ فرسودہ و پریشاں تھا
مرے حضورؐ نے بخشی اسے نئی ترتیب

مرے حضورؐ نے اسرارِ زیست سمجھائے
مرے حضورؐ نے چمکائے آگہی کے نصیب

مرے حضورؐ کی رحمت ہے بیکراں تائبؔ
مرے حضورؐ کا اعلانِ عام لَاتَثرِیْب

—

○

لب پر نبیؐ کا اسمِ مبارک رواں ہوا
ہر سانس فرطِ شوق سے نکہت فشاں ہوا
سمٹا ہوا تھا غارِ حرا میں جو نورِ پاک
روشن اُسی سے دہر کراں تا کراں ہوا
اس کا کلام خیر کا پیغام بن گیا
اس کا نظام امن و سکوں کا نشاں ہوا
اس کے کرم سے سروِ چراغاں ہے نخلِ درد
اس کے قدم سے دشتِ وفا، گلستاں ہوا
عقبیٰ کی منزلوں میں بھی ہوگا وہ دستگیر
آسان جس کے فیض سے کارِ جہاں ہوا
رچ بس گئیں خیال میں اُس کی لطافتیں
تائبؔ میں بے نیازِ بہار و خزاں ہوا

○

مہرِ ہدیٰ ہے چہرۂ گلگوں حضورؐ کا
اک سروِ نور ہے قدِ موزوں حضورؐ کا

جس کے لیے شفاعتِ اُمت کا تاج ہے
لاریب ہے وہ فرقِ ہمایوں حضورؐ کا

ذکر آپ کا بلند کیا کردگار نے
چرچا ہے کائنات میں افزوں حضورؐ کا

شیدائے حُسنِ خُلق ہیں اپنے بھی غیر بھی
عالم تمام طالب و مفتوں حضورؐ کا

جانے خدا ہی منزلِ معراج آپ کی
پہلا ہی سنگِ میل ہے گردوں حضورؐ کا

تائبؔ ہے مال و جاہ پہ اہلِ جہاں کو ناز
مجھ کو یہ فخر مدح سرا ہوں حضورؐ کا

○

اترے ملک زمینِ حرم پر ترے حضور
انوار کا نزول ہے یکسر ترے حضور

حاضر ہے تیرا بندۂ کمتر ترے حضور
پلکوں کی اوٹ میں لیے گوہر ترے حضور

فکرِ حکیم سر بگریبان و منفعل
عقلِ سلیم عاری و ششدر ترے حضور

ختمِ رُسل کا رتبہ ازل سے تجھے ملا!
ہیں باادب تمام پیمبر ترے حضور

اعجاز یہ بھی ہے ترے خُلقِ عظیم کا
پل بھر میں موم ہو گئے پتھّر ترے حضور

اشجار نے بھی تیری صداقت بیان کی
بولے زبانِ حال سے کنکر ترے حضور

تائب کو آرزو کوئی اس کے سوا نہیں
محشر کے دن ہو تیرا ثنا گر ترے حضور

—

○

کیا مجھ سے ادا ہوں ترے حق ہادیٔ برحق
مقبول ہو ماتھے کا عرق ہادیٔ برحق

اغیار سرافراز ہوئے بزمِ جہاں میں
سیرت سے تری لے کے سبق ہادیٔ برحق

ہم بھول کے پیغام ترا ہو گئے رسوا
جینے نہیں دیتا یہ قلق ہادیٔ برحق

ڈرتا ہوں کہیں صرصرِ دوراں نہ اُڑا لے
باقی ہے جو ایماں کی رمق ہادیٔ برحق

پا کر تری انگشتِ شہادت کا اشارہ
مہتاب کا سینہ ہُوا شق ہادیٔ برحق

اللہ نے بخشی تجھے کونین کی شاہی
محکوم ترے چودہ طبق ہادئ برحق

دیتا ہے تری سیرتِ نوریں پہ گواہی
قرآں کا ایک ایک ورق ہادئ برحق

لاریب ہے خوں تیرے شہیدانِ وفا کا
جس سے ہے ضیا گیر شفق ، ہادئ برحق

تائب کو زمانے کے اندھیروں سے بچا لے
پیغامبرِ ربِّ فلق ، ہادئ برحق

—

جاں آبروئے دیں پہ فدا ہو تو بات ہے
حق عشقِ مصطفیٰ کا ادا ہو تو بات ہے

ہر لحظہ دل میں یادِ رسولِ انام ہو
ہر دم لبوں پہ صلِّ علیٰ ہو تو بات ہے

سرکار کی رضا میں ہے اللہ کی رضا
ہر دم رضا رسول کی چاہو تو بات ہے

دیتی ہے یہ پیام ہوائے دیارِ پاک
عشقِ نبی عمل کی بنا ہو تو بات ہے

ہر منزلِ حیات میں پیشِ نگاہِ شوق
ارشادِ خواجۂ دوسرا ہو تو بات ہے

خیرالامم کی شان سے ہم سب ہیں سرفراز
انسانیت کا ہم سے بھلا ہو تو بات ہے

زیست کی روحِ رواں ہے مرے خواجہؒ کی نظر
شاملِ حالِ جہاں ہے مرے خواجہؒ کی نظر
مونسِ غم زدگاں ہے مرے خواجہؒ کی نظر
ہر گھڑی فیض رساں ہے مرے خواجہؒ کی نظر
بصرِ بے بصراں ہے مرے خواجہؒ کی نظر
ہنرِ بے ہنراں ہے مرے خواجہؒ کی نظر
وجہِ تخلیقِ جہاں ہے مرے مولاؐ کا وجود
مژدۂ امن واماں ہے مرے خواجہؒ کی نظر
تا ابد ہر کلمہ گو کے نگہباں ہیں آپؐ
جانبِ اُمّتیاں ہے مرے خواجہؒ کی نظر
میری سرکارؐ کی رحمت ہے محیطِ عالم
از کراں تا بہ کراں ہے مرے خواجہؒ کی نظر

○

کِھلا گئی ہے بہ ہر سُو نبیؐ کی طبعِ نفیس
گُلِ وفا، گُلِ صدق و صفا، گُلِ تقدیس

حضورؐ قافلۂ صادقاں کے راہنما
حضورؐ خیلِ رسولاں کے سربراہ و رئیس

حضورؐ ساری خدائی کے واسطے رحمت
حضورؐ سارے زمانے کے غمگسار و انیس

ہے محکماتِ الٰہی کی دلنشیں تفسیر
زبانِ احمدِؐ مرسل کا ہر بیانِ سلیس

ہو اُن کے صدقے میں تائبؔ پہ بھی کرم یارب
جو زندگی میں رہے سیّدالوریٰ کے جلیس

کب ہوگی شبِ ہجراں کی سحر اے سرورِ عالم صلِّ علیٰ
کب ہوگی دعا لبریزِ اثر اے سرورِ عالم صلِّ علیٰ

کب بابِ کرم کو دیکھیں گے یہ چاک گریباں، خاک بسر
کب ہوگی فقیروں پر بھی نظر اے سرورِ عالم صلِّ علیٰ

ہر آن میں گیت ترے گاؤں، ہر گام پہ شکر بجا لاؤں
قسمت میں ہو گر طیبہ کا سفر اے سرورِ عالم صلِّ علیٰ

سب اذنِ حضوری مانگتے ہیں، کیا نالۂ شب، کیا آہِ سحر
کیا سوزِ جگر، کیا دیدۂ تر اے سرورِ عالم صلِّ علیٰ

دل میں یہ تڑپ ہے تائبؔ و منذرؔ باہم طیبہ کو جائیں
بارانِ کرم ہو دونوں پر اے سرورِ عالم، صلِّ علیٰ

ـ بشیر منذر

○

تیرا دربار ہے عالی آقا ﷺ
تیرا کردار مثالی آقا ﷺ

تیرے جلووں کی ضیا ریزی نے
بزمِ کونین اجالی آقا ﷺ

لا مکاں تیری گزرگاہ میں ہے
شان تیری ہے نرالی آقا ﷺ

اِک جہاں تیرے کرم کا طالب
ایک عالم ہے سوالی آقا ﷺ

تو ہے مظلوم کا حامی شاہا
تو ہے نادار کا والی آقا ﷺ

اُمتِ خستہ کے تن میں پھر سے
پھونک دے روحِ بلالی آقا ﷺ

آرزومندِ حرم ہے کب سے
روح کی بے پر و بالی آقا ﷺ

تجھے ہر بے سر و ساماں ہے عزیز
میرا دامن بھی ہے خالی آقا ﷺ

نعت کے پھول سجا کر تائبؔ
پیش کرتا ہے یہ ڈالی آقا ﷺ

—

آفاق رہینِ نظرِ احمدِ مختار
انفس میں ہے جاری اثرِ احمدِ مختار

ہر وادیٔ جاں ہے شۂ ابرار کی منزل
ہر گوشۂ دل رہگزرِ احمدِ مختار

منبع ہے اجالوں کا دیارِ شۂ طیبہ
محور ہے خیالوں کا درِ احمدِ مختار

تقدیرِ بشر منتظرِ ختمِ رسل تھی
ہر دور میں آئی خبرِ احمدِ مختار

وہ خواجۂ عالم بھی ہے، سالارِ امم بھی
ہے تاجِ شفاعت بسرِ احمدِ مختار

طائف کی مسافت ہو کہ ہجرت کا سماں ہو
ہمّت کا سبق ہر سفرِ احمدِ مختار

تائب کی رہے لاج سرِ حشر خدایا
کہتے ہیں اسے نغمہ گرِ احمدِ مختار

○

شوق و نیاز و عجز کے سانچے میں ڈھل کے آ
یہ کوچۂ حبیبؐ ہے، پلکوں سے چل کے آ

امّت کے اولیا بھی ادب سے ہیں دم بخود
یہ بارگاہِ سرورِؐ دیں ہے سنبھل کے آ

آتا ہے تُو جو شہرِ رسالت مآبؐ میں
حرص و ہوا کے دام سے باہر نکل کے آ

ماہِ عرب کے آگے تری بات کیا بنے
اے ماہتاب روپ نہ ہر شب بدل کے آ

سوز و تپش سخن میں اگر چاہتا ہے تُو
عشقِ نبیؐ کی آگ سے تائبؔ پگھل کے آ

صبحِ سعادت

لائے پیامِ رحمتِ حق سیّد البشر
فریادِ آج نوعِ بشر کی سُنی گئی

فاراں کی چوٹیوں سے ہُوا مہر ضوفشاں
ظلمت نصیب شام و سحر کی سُنی گئی

آیا خدا کو رحم زمانے کے حال پر
انسانیت کے دیدۂ تر کی سُنی گئی

آخر ہوئی قبول براہیمؑ کی دعا
ملّت کے زخم ہائے جگر کی سُنی گئی

آدمؑ کی روح جھوم اُٹھی باغِ خلد میں
ایوبؑ کی، مسیحؑ و خضرؑ کی سُنی گئی

اُمّی لقب نے فاش کیے زندگی کے راز
عقل و شعور و علم و ہُنر کی سُنی گئی

بطحا کی وادیوں سے نمودِ سحر ہوئی
آرائشِ حیات برنگِ دگر ہوئی

ناگاہ تیرگی کی ردا چاک ہو گئی
پیشِ نگاہ مطلعِ انوار آگیا

اسلوب زندگی کا ہوا دلکش و حسیں
امن و سلامتی کا علم دار آگیا

پاکر خدا سے رحمتِ دارین کا لقب
سارے جہاں کا مونس و غم خوار آگیا

سلجھیں تمام گیسوئے حکمت کی الجھنیں
جب دہر میں وہ کاشفِ اسرار آگیا

گم گشتگانِ راہ نے پایا سراغِ زیست
میرِ حجاز و قافلہ سالار آگیا

تثلیث و آزری کو مٹانے کے واسطے
دنیا میں اک خدا کا پرستار آگیا
دم توڑتی حیات کی نبضیں سنبھل گئیں
تقدیر کے ستاروں کی راہیں بدل گئیں

—

عیدِ میلاد النبیؐ

آیا ہے وفا کی خوشبو سے سینوں کو بسا دینے والا
آیا ہے جہانِ ویراں کو گلزار بنا دینے والا

آیا ہے نگارِ ہستی کی زلفیں سلجھا دینے والا
آیا ہے عروسِ گیتی کے چہرے کو ضیا دینے والا

آیا ہے تمدّن کی شمعیں عالم میں جلا دینے والا
آیا ہے جہالت کی ظلمت دنیا سے مٹا دینے والا

آیا ہے سسکتی قدروں کو پیغامِ بقا دینے والا
آیا ہے بھٹکتی نسلوں کو منزل کا پتا دینے والا

آیا ہے بشر کو جینے کے آداب سکھا دینے والا
آیا ہے بالآخر انساں کو انسان بنا دینے والا

مہکے ہے فضا سبحان اللہ کہتے ہیں ستارے صلِّ علیٰ
دل کیوں نہ کہے ماشاء اللہ جاں کیوں نہ پکارے صلِّ علیٰ

—

پھر اُٹھا ہاتھ بہرِ دعا یا نبیؐ

آفتابِ رسالت نہ اُبھرا تھا جب
خاکدانِ جہاں کی تھی حالت عجب

ہر طرف تھیں جہالت کی تاریکیاں
چار سُو تھی فلاکت کی منحوس شب

ڈوبی ڈوبی سی تھی نبضِ صدق و صفا
سہمی سہمی سی تھی روحِ علم و ادب

دَور دورہ زمیں پر تھا الحاد کا
آدمیّت کی ہر قدر تھی جاں بلب

تین سو ساٹھ بت خانۂ حق میں تھے
بت پرستی میں اتنے بڑھے تھے عرب

عام تھا اُن میں آزارِ دختر کشی
ہر کوئی تھا پرستارِ بنتِ عنب

حد سے گزری جو انساں کی بے رہ روی
آگیا جوش میں ناگہاں فضلِ رب

سکۂ حق چلانے حضورؐ آگئے
نقشِ باطل مٹانے حضورؐ آگئے

ختم ادوارِ تثلیث و کثرت ہوئے
رنگِ وحدت جمانے حضورؐ آگئے

معصیت کے عذابِ المناک سے
آدمی کو چھڑانے حضورؐ آگئے

صرصرِ غم نے مرجھا دیا تھا جنہیں
ایسی کلیاں کھلانے حضورؐ آگئے

بیکسوں پر کُھلے بابِ لطف و کرم
لعل و گوہر لٹانے حضورؐ آگئے

جو فروزاں رہیں گی رہِ زیست میں
ایسی شمعیں جلانے حضورؐ آگئے

تھا سفینہ معیشت کا گرداب میں
پار اُس کو لگانے حضورؐ آگئے

—

محفلِ دہر کا پھر عجب رنگ ہے
زندگی کا چلن سخت بے ڈھنگ ہے

امن کا لفظ پابندِ معنی نہیں
سارے عالم پہ اُمڈی ہوئی جنگ ہے

سحرِ زر سے ہے پتھّر ضمیرِ جہاں
عرصۂ زیست نادار پر تنگ ہے

پھول ہیں ہر ہوس کار کے واسطے
اہلِ حق کے لیے بارشِ سنگ ہے

تار اُلجھے ہوئے سازِ ہستی کے ہیں
بے اثر پھر صداقت کا آہنگ ہے

اشرف الخلق کے فکر و کردار پر
دم بخود ہے زمیں آسماں دنگ ہے

اتباعِ شریعت کے دعوے تو ہیں
روح شیدائے تقلیدِ افرنگ ہے

پھر اُٹھا ہاتھ بہرِ دعا یا نبیؐ
شاد ہو جائے خلقِ خدا یا نبیؐ

لوٹ آئے مرے دیکھتے دیکھتے
دَور عدل و مساوات کا یا نبیؐ

حُرمتِ خونِ انساں ہو سب پر عیاں
پھر چلے خیر کا سلسلا یا نبیؐ

پھر سرافراز ہو اُمتِ آخریں
ختم ہو یورشِ ابتلا یا نبیؐ

دُور مایوسیوں کی شب تار ہو
مہرِ اُمید ہو رُونما یا نبیؐ

زندگی حق پرستوں پہ آسان ہو
پھر ہو ترویجِ مہر و وفا یا نبیؐ

یہ وطن جو بنا ہے ترے نام پر
اس کے سر سے ٹلے ہر بلا یا نبیؐ

معراجِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم

تسخیرِ عرصۂ دوسرا آپؐ کے لیے
اعزازِ سیرِ عرشِ علا آپؐ کے لیے
انوارِ لامکاں تھے پیمبرؐ کے منتظر
بابِ مشاہدات کھلا آپؐ کے لیے

اسرا کی شب خدا نے ہزار اہتمام سے
اسرارِ کائنات بتائے حضورؐ کو
گلزارِ خلد، چشمۂ کوثر، حریمِ قدس
سب رنگ، سب مقام دکھائے حضورؐ کو

محبوبؐ نے تحیّہ و تسلیم پیش کی
تحفے صلوٰۃ و صوم کے حق سے عطا ہوئے
اُمّت کی مغفرت کا ملا مژدہ حسیں
ابوابِ التفات و عنایات وا ہوئے

معراج کا سفر ہے دلیل اس خیال کی
فتح و ظفر ہے آپ کی اُمّت کے واسطے
ارض و سما، خلا و ملا، سب ہیں رہگزر
شرطِ سفر ہے آپ کی اُمّت کے واسطے

جس طرح ایک اشک سمندر کا بھید ہے
زنجیرِ در میں گنبدِ بے در کا بھید ہے
میرے سمندِ فکر میں باقی نہیں سکت
عجزِ سخن میں اوجِ پیمبرؐ کا بھید ہے

شبِ اسرا

یادِ شبِ اسرا سے جو سینہ مرا چمکا
آنکھوں میں پھری شعلہ بجاں مسجدِ اقصیٰ

جس ارضِ مقدّس پہ خداوندِ جہاں نے
سرکارؐ کو نبیوں کی امامت سے نوازا

جس خاک پہ اصحاب کے سجدوں کے نشاں ہیں
جو ہے مرے اسلاف کی تاریخ کا حصّہ

معراجِ سماوی کا جو ہے نقطۂ آغاز
جو قبلۂ اوّل ہے فدایانِ ہدیٰ کا

جس خاک سے آقاؐ مرے پہنچے سرِ قوسین
طے کرتے ہوئے عرصہ گہِ عرشِ معلّٰی

دل کو مرے تڑپانے لگی پستیٔ اُمّت
جوں جوں مجھے یاد آنے لگی رفعتِ مولیٰ

اُس شاہؐ کی اُمت ہوئی محتاجِ زمانہ
ہر نعمتِ کونین ہے جس شاہ کا صدقہ

جو دہر میں فیضانِ رسالت کی امیں ہے
وہ قوم ہوئی صدق و عدالت سے معرّا

یہ حالِ زبوں اُمّتِ مرحوم کا یارب!
اب شاعرِ سرکارؐ سے دیکھا نہیں جاتا

پھر ملّتِ بیضا کو سرافرازِ جہاں کر
اب پھیر دے ماضی کی طرف چہرۂ فردا

لوٹا دے بہاریں چمنستانِ صفا کی
لہرا دے زمانے میں صداقت کا پھریرا

حسرت ہے کہ تائبؔ بھی اُبھرتا ہوا دیکھے
ظلمات کی خندق سے ہدایت کا سویرا

—

غزوۂ بدر

غزوۂ بدر وہ تاریخ کا بابِ زرّیں
لے کے آیا جو مسلماں کے لیے فتحِ مبیں

تمتما اُٹھی مسرّت سے مشیّت کی جبیں
یوں صف آرا ہوئے آئینِ رسالت کے امیں

دین کی راہ میں وہ مرحلۂ جرأت و شوق
اپنی منزل کو رواں قافلۂ عزم و یقیں

سرِ میداں نکل آئے جو علیؓ و حمزہؓ
تنگ یک بارہ ہوئی عتبہ و شیبہ پہ زمیں

سر فروشانہ لڑے ایسے فدایانِ رسولؐ
کہ فرشتوں کے لبوں پر تھی صدائے تحسین

ساز و ساماں پہ کوئی تکیہ نہ خوفِ اعدا
فقط اللہ کا پیمان تھا وجہِ تسکیں

گر اسے بدر کا عنواں نہ میسّر آتا
داستانِ ملّتِ بیضا کی نہ ہوتی رنگیں

—

آرزوئے حضوری

لوگ رخصت ہوئے جو حج کے لیے
جلے میری پلک پلک پہ دیئے

دل میں ہے درد و داغِ مہجوری
وہ حرم سے نگاہ کی دُوری

نہ زر و سیم ہے نہ جنسِ ہنر
صرف شوقِ سفر ہے برگِ سفر

کس طرح آؤں تیرا گھر دیکھوں
کیسے طیبہ کے بام و در دیکھوں

ربِّ کعبہ! کرم کا طالب ہوں
میں تری ذات سے مخاطب ہوں

کون ہے جو مری پکار سُنے
قصّۂ چشمِ اشکبار سُنے

سخت مضطر ہوں خالقِ کونین
ہو میسّر زیارتِ حرمین

گر ملے مجھ کو حاضری کا پیام
چلوں کعبے کو باندھ کر احرام

جب میں باب السّلام سے گزروں
خواہشِ ننگ و نام سے گزروں

آئے جس دم مقامِ ابراہیم
شوق سے خم کروں سرِ تسلیم

مجھ کو یارب ہو طوفِ کعبہ نصیب
سنگِ اسود بھی ہو لبوں کے قریب

ہو مقدّر میں سر خندہ ہونا
ملتزم سے لپٹ لپٹ رونا

پیاس اپنی بجھاؤں زمزم سے
بے نیازی ہو کیف سے کم سے

ہو نظر میں حطیم کا اکرام
ہیں جہاں دفن انبیائے کرام

سعی جب ہو صفا و مروہ کی
یاد ہو ہاجرہ کی بے چینی

جب منیٰ میں قیام ہو میرا
سجدۂ شکر کام ہو میرا

عرفات آئے تو وقوف کروں
جبل الرحمت اُس گھڑی دیکھوں

پھر کروں واپسی پہ قربانی
دل کو گرمائے جوشِ ایمانی

یوں ادا ہو خلیلؑ کی سنّت
اُس رسولِ جلیل کی سنّت

دل میں ہو جذبہ حق شعاری کا
جاں سپاری کا، جاں نثاری کا

میں بصد عجز و انکسار چلوں
جب سوئے شہرِ شہریار چلوں

لے کے انوارِ گنبدِ خضرا
جگمگا لوں میں روح کی دنیا

جالیوں سے لپٹ لپٹ جاؤں
عاجزی سے سمٹ سمٹ جاؤں

پڑھوں سردارِ انبیاء پہ سلام
پڑھوں اصحابِ باصفا پہ سلام

ہوں دعائیں جوارِ رحمت میں
سجدہ ریزی ریاضِ جنّت میں

میرے مالک مرے سمیع و بصیر
دیکھوں اس خوابِ خوب کی تعبیر

گنبدِ خضرا کے سائے میں

کرم ہے بے نہایت گنبدِ خضرا کے سائے میں
چمک اُٹھی ہے قسمت گنبدِ خضرا کے سائے میں

ہے منظر آیۂ لَا تَرْفَعُوْا کا زائرِ حضرت
عقیدت کی ہے صورت گنبدِ خضرا کے سائے میں

مواجہ پر سلامِ عجز کوئی پیش کرتا ہے
کسی کو ہے یہ حسرت گنبدِ خضرا کے سائے میں

ستونِ عائشہ رضؓ کے پاس کوئی سر جھکائے ہے
کوئی ہے محوِ حیرت گنبدِ خضرا کے سائے میں

ملی کیا شان حنّانہ کو سرکارِ دو عالم سے
رہے گا تا قیامت گنبدِ خضرا کے سائے میں

ستونِ بی لبابہؓ کے قریں تائب ہوا تائب
ملی ذرّے کو رفعت گنبدِ خضرا کے سائے میں
نظر آئے تہجد اور وفودِ وحی کے منظر
ہوئی بارانِ رحمت گنبدِ خضرا کے سائے میں
نشاناتِ سریر و صفّہ سے آنکھیں ہوئیں روشن
ملی دل کو طراوت گنبدِ خضرا کے سائے میں
جبیں سائی ریاض الجنّۃ میں عینِ سعادت ہے
عبادت ہے عبادت گنبدِ خضرا کے سائے میں
حریمِ سرورِ دیں میں شرف سجدوں کا حاصل ہے
تشہّد کی ہے لذّت گنبدِ خضرا کے سائے میں
مرے بے تاب جذبوں میں ہے صورت شادمانی کی
تڑپنے میں ہے راحت گنبدِ خضرا کے سائے میں
نظر کے سامنے ہیں گنبدِ خضرا کے نظّارے
عجب ہے دل کی حالت گنبدِ خضرا کے سائے میں

یہ دربارِ رسالت ہے بہر سو اُن کے جلوے ہیں
تجلّی کی ہے کثرت گنبدِ خضرا کے سائے میں

ہوے جو آستانِ پاک پر حاضر ملی ان کو
شفاعت کی بشارت گنبدِ خضرا کے سائے میں

زیارت روضۂ اطہر کی دیدارِ پیمبر ہے
ہوئی کیا کیا عنایت گنبدِ خضرا کے سائے میں

رہا تائبؔ پہ لطفِ خاص سرکارِ دوعالم کا
ہُوئی توفیقِ مدحت گنبدِ خضرا کے سائے میں

—

○

قدموں میں شہنشاہِ دو عالم کے پڑا ہوں
میں ذرّۂ ناچیز ہوں یا بختِ رسا ہوں

اب کونسی نعمت کی طلب حق سے کروں میں
دہلیز پہ سلطانِ مدینہ کی کھڑا ہوں

اس پیکرِ نوریں کو تصوّر میں بسا کر
میں روضۂ اطہر کی طرف دیکھ رہا ہوں

دامن مرا دھلوایا گیا عرفہ میں پہلے
پھر درگہِ سرکار میں بلوایا گیا ہوں

اے کاش ذرا دیر یہیں وقت ٹھہر جائے
میں پیشِ رسولِ عربی نعت سرا ہوں

○

بارگاہِ نبوی میں جو پذیرائی ہو
گنگ جذبوں کو عطا قوّتِ گویائی ہو

اپنی معراج کو پہنچی ہے مری فکر و نظر
اور کس اوج کی اب روح تمنّائی ہو

میری آنکھیں تو ہیں انوارِ حرم سے روشن
دل میں بھی اُن کی ضیا سے چمن آرائی ہو

زندگی مدحِ پیمبرؐ میں بسر ہو ایسے
نعت میرے لیے سرچشمۂ رعنائی ہو

جو نہ لرزے صفِ باطل کے مقابل آقاؐ
میرے ایماں کو عطا ایسی توانائی ہو